Lesson 2: Al-Isra (Ayaat 11- 22): Day 7 سُورَةُ الْاِسْرَاءِ / الْاِسْرَاءِ كِي تَفْسِير

پھر اُس کے بعد شعور کو بیدار کرنے والی آیتیں، انتہائی خوبصورت آیتیں۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلزَمْنَاهُ طَبْرِهٖ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾

ہر انسان کا شگون ہم نے اُس کے اپنے گلے میں لٹکار رکھا ہے، اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اُس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا ﴿١٣﴾

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلزَمْنَاهُ طَبْرِهٖ فِي عُنُقِهِ ۖ۔۔ اور ہم نے ہر آدمی کا نامہ اعمال اس کی گردن کے ساتھ لگا دیا ہے۔

ایک لاکھ جو آپ نے پہنا ہوا ہے وہ آپکو بھی دکھائی دیتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی دکھائی دیتا ہے۔

لیکن! ایک لاکھ اللہ نے ہمارے گلے میں پہنایا ہوا ہے، جو ہمیں دکھائی نہیں دیتا، اور نہ ہی دوسروں کو دکھائی دے رہا ہے۔ لیکن! کل سب کو دکھائی دے گا

وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا۔۔ اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال نکال کر سامنے کر دیں گے۔

اور پھر ہم نکالیں گے اسے قیامت کے دن ایک کتاب کی صورت میں، جسے کھلا ہوا پائے گا پھر وہاں جا کر کیا کہا جائے گا!!!

اقْرَأْ كِتَابَكَ ۖ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾

پڑھ اپنا نامہ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے

اقْرَأْ كِتَابَكَ -- اپنا نامہ اعمال پڑھ لے۔ پڑھو اپنا دفتر عمل، کھولو اپنے نامہ اعمال کو۔

كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے۔

آج تم خود ہی کافی ہو اپنی باز پرس کرنے کے لئے۔ ساری زندگی تم دوسروں کا حساب لیتے رہے۔ آج

تم اپنا حساب لو گے۔ تمہیں پتا چل جائے گا کہ تم کیا کر کے آئے ہو۔ وہاں انجام کیا ہے۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ

حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾

جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے، اور جو گمراہ ہو اس

کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ -- جو سیدھے راستے پر چلا تو اپنے ہی لیے چلا۔

جو ہدایت کے راستے پہ چلتا ہے۔ تو ہدایت پر اپنے ہی فائدے کے لئے چلتا ہے۔ جو محنت کر رہا ہے وہ

فائدہ پائے گا۔ جو مشکل سہہ رہا ہے۔ کل آسانی پائے گا۔

لیکن!! وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا -- اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا نقصان بھی وہی اٹھائے گا۔

اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اسکی گمراہی کا وبال تو اس کے اپنے ہی اوپر پڑے گا۔

کوئی بھی خوش فہمی میں نہ رہے کہ بوجھ نہ اٹھا کر بھی کل بوجھ اٹھانے والوں کے برابر میں سے ہو جاؤں گا۔ یہ فطرت کے فیصلے ہیں۔ کوئی چناؤ اچانک نہیں ہوتا۔ اس کائنات کے کارخانے میں، جب انسان مراحل سے گزر رہا ہوتا ہے، تو اسی وقت چناؤ ہوتا ہے۔ یعنی جب ہم تعلیم کے مراحل سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ تو وہاں آسمانوں میں ہمارے چناؤ ہو رہے ہوتے ہیں مستقبل کے لئے، کل یہ بندہ یہ کام کرے گا، کل اس سے یہ کام کروانا ہے، کل یہ اس درجے پہ ہو گا۔ اسی طرح آپ نے دیکھا ہو گا کہ سینکڑوں لوگوں کی کلاس ہوتی ہے۔ اس میں سے کتنی کے دس پندرہ لوگ نکلتے ہیں جو آگے کام کرتے ہیں۔ کیونکہ فیصلے پیچھے ہو گئے۔ وہ سوچتے ہیں کہ ہمیں نہیں چنا گیا، کتنی ہی آپکو درخواستیں ملیں گی۔ لوگوں کے Volunteer Form بھی، لیکن کچھ کو تو آپ مسکرا کر شکر یہ کہہ کے پیچھے کر دیتے ہیں۔ اور کچھ کو آپ کہتے ہیں اچھا ٹھیک ہے سوچیں گے۔ لیکن کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کا آپ خود انتظار کرتے ہیں کہ یہ جلدی سے کہیں اور ان کو جلدی سے کام دیا جائے۔ یہ کب ہوتا ہے، جس بندے نے اپنے لئے وہ راستہ منتخب کیا ہوتا ہے۔ ہاں قیامت کے دن کیا ہو گا؟؟

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ -- اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

مشکل بوجھ، آج دنیا میں جو بھی کر رہے ہو، کل تمہیں خود ہی اٹھانا پڑے گا۔ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور نہ مانو اس رسول کو، نہیں اچھا لگتا تم کو یہ رسول تو چھوڑ دو، لیکن یاد رکھو!!

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۗ -- اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے۔

ہم عذاب نازل نہیں کرتے یہاں تک کہ ہم پیغمبر کو نہ بھیج دیں، پیغام دینے والے کو،

ہم قوموں کو ایسے نہیں پکڑتے کہ انہیں مار دیں۔ جاہل قوموں کو اللہ نہیں پکڑتے۔ ان کو موقع دیتے ہیں، جب کوئی پیغام دینے والا آجاتا ہے، پھر اس کے ساتھ ہمارا کیا رویہ ہوتا ہے!! یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آئندہ اس قوم پہ عذاب آئے گا کہ نہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہہ اللہ بے گناہوں کو نہیں پکڑتا۔ دیکھیں رسول آئے ہی نہیں، پیغام پہنچا ہی نہیں، اور جبرائیل علیہ السلام کو کہا جائے کہ جاؤ اس قوم کو ہلاک کر دو۔ یہ تو ظلم ہے۔

نہیں! بلکہ کہاں آتا ہے عذاب، جہاں رسول آیا، پیغام دیا، اللہ کی کتاب بتائی پھر لوگ نہ مانیں! تو پھر سمجھو ان لوگوں نے اپنی شامت کو بلا لیا۔ اور جب اللہ کی پکڑ ہوتی ہے۔ تو اس کا طریقہ کیا ہے،

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُنْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَا تِلْكَ مِثْرًا ﴿١٦﴾ جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں ﴿١٦﴾

وَإِذَا أَرَدْنَا --- اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں، --- یہاں سوچیں ذرا کس کے ارادے کی بات ہو رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ارادوں کی بات ہے۔ کیا ارادہ کرتے ہیں!!

أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً --- اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں،

ان کے گناہوں کی وجہ سے، تو کیا کرتے ہیں ہم؟

أَمَرْنَا مُنْرَفِيهَا --- تو پہلے ہم نبیوں کے ذریعے حکم دیتے ہیں وہاں کے رئیس لوگوں کو۔ کس بات کا؟

فَفَسَقُوا فِيهَا --- پھر اٹا وہ وہاں نافرمانی کرنے لگتے ہیں، - فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ --- تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے

اور واجب ہو جاتا ہے ان پہ عذاب کا حکم۔

فَدَمَّرْنَا هَاتِدْمِيرًا --- اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں

اور بستی کو ہم جڑ سے اُکھیڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ کوئی مثال لینی ہے تو لے لو پچھلی قوموں میں سے،

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٤١﴾

دیکھ لو، کتنی ہی نسلیں ہیں جو نوح کے بعد ہمارے حکم سے ہلاک ہوئیں تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے ﴿٤١﴾

اس کو خوب پتا ہے کون کیا کر رہا ہے، کون کیا کرے گا، اسکو سب خبر ہے یہاں پہ بات رُکی؛

وَكُلِّلَ إِنْسَانٍ أَلْزَمَتَاهُ سے شروع ہو کر۔ أَلْزَمَتَاهُ کا جو لفظ ہے۔ لزم سے ہے، الزام لفظ بھی اسی میں سے

ہے۔ طائر کہتے ہیں اڑنے والی چیز کو، پرندہ، طیارہ اردو میں ہم بولتے ہیں جہاز کو۔ یہاں نامہ اعمال کا

تذکرہ ہے، مگر اسکو پرندہ کیوں کہا گیا؟ یہ ایک پہلا سوال ہے؟

اسکی پہلی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب مشرک قوموں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے فال اور شگون لینے کے

اعتقادی تھے۔ بعض اوقات باہر کے عوامل کو کامیابی یا ناکامی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

کسی کام کو نکلتے، راستے میں بلی آجاتی تو منحوس سمجھتے، ارادہ ترک کر دیتے، کام یا سفر چھوڑ دیتے،

کوئی جانور گزرتا، کہتے کام اچھا نہیں ہوگا، پلٹ آتے۔ صبح سویرے کسی پرندے کی آواز کان میں پڑ جاتی، کہتے کام اچھا نہیں ہوگا۔ آج سارا دن اچھا نہیں گزرے گا۔

اس طرح کے اندیشوں اور وسوسوں میں جیتے تھے۔

طائر اصل میں یہاں پہ بدشگونی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ عرب لوگ کوئی بھی کام کرنے کے لئے پرندے کو اڑاتے تھے۔ اگر دائیں طرف چلا جاتا، تو کہتے کر لو، کام ہو جائے گا، ٹھیک ہے۔ پرندہ بائیں طرف اڑتا تو کہتے نہ کرو، یہ کام منحوس ہے۔ جیسے آج ہم بولتے ہیں کہ کو ابولا تو مہمان آئیں گے۔ چڑیوں، طوطوں، کبوتروں سے قسمت کا حال لیتے ہیں۔ تو اس کو دلیل بناتے تھے۔

تو اللہ کہتا ہے تمہاری خوش قسمتی یا بد قسمتی طوطوں یا چڑیوں کے ہاتھ میں نہیں۔

تمہارے اپنے اعمال کے ساتھ ہے۔ تمہاری خوش قسمتی یا بد قسمتی کا پھندا یہ تمہارے اپنے اعمال کے ساتھ ہے۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن پاک میں کئی جگہ پہ آتا ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ۔۔۔ اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے پریشانی آتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے تمہارا اپنا کیا دھرا ہے۔

تو لہذا چڑیوں، طوطوں سے اپنی قسمت کا پتہ لینے کی بجائے اپنی قسمت کی بات کرو۔

اردو میں ہم بولتے ہیں کہ یہ تو میرے گلے ہی پڑ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تمہارے نامہ اعمال اصل میں تمہارے گلے کے ہار ہیں۔

اور تم سب کتابیں لکھ رہے ہو اور جو کچھ تم سب کر رہے ہو، اسی کا تمہیں اس دنیا میں بھی بدلہ مل رہا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا۔

عُنُقِهِ کا لفظ یہاں آیا ہے، عنق سے۔ عنق گردن کو کہتے ہیں۔ **عُنُقِهِ** عنق۔۔ ہمارا سارا جو عمل ہوتا ہے وہ کراہاگاتیں لکھتے ہیں۔ سورۃ انفطار میں آتا ہے۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ۔۔ اور بے شک تمہارے اوپر باادب عزت والے لکھنے والے محافظ ہیں

كَرَاهًا كَاتِبِينَ۔۔۔ ان کو کراہاگاتیں کہتے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے جو ہمارے ایک دائیں طرف لکھتا ہے ایک بائیں طرف

يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ۔۔۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو

اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ تمہاری قسمتیں تمہاری سب باتیں ان سے لکھی جا رہی ہیں۔ آج تم جو کر رہے ہو، اسی کو بھگتو گے۔ قیامت کے دن کھولیں گے ایک کتاب کی صورت میں **منشور**۔۔۔ نشر سے ہے اسکا مطلب ہے پھیلا نا، اردو میں کہتے ہیں خبر نشر ہو گئی نشریات، ریڈیو پہ سنتے ہیں لوگ۔

بارش کو بھی نشر کہتے ہیں۔ تیسویں پارے میں بھی ہے!!

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔۔ اور جب اعمال نامے کھل جائیں۔

اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں یہ جو تم ستاروں سے قسمت معلوم کرتے ہو، کبھی پرندوں سے معلوم کرتے ہو۔ اس سے کچھ بھی چھپا نہیں، بلکہ جو بھی کر رہے ہو سب معلوم ہو جائے گا۔

اللہ کا قانون توڑ کر تم اللہ سے نہیں بھاگ سکتے۔ آپ دیکھیں جب کوئی ریڈ لائٹ پہ چل پڑے، کیا ہو گا!!! اس کو پولیس پکڑ لے گی۔ تو کیا اللہ کے قانون توڑ کر ہم فرشتوں سے بھاگ سکتے ہیں۔ اس لئے ”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا سکھایا کرتے تھے“

اعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اپنے نفس کے اعمال کی برائی سے۔ ہماری قسمتیں ہمارے عمل بنا رہے ہیں۔

ایک شخص صبح تک سوتا ہی رہے، کام ہی نہ کرے، بعد میں اس کے بچے بھوکے مریں اور کہے میری قسمت میں رزق ہی نہیں!! تو اس نے خود ہی سوسو کے اپنی قسمت بگاڑی۔ اس طرح جو کچھ ہمارے ساتھ اس دنیا میں ہو رہا ہے یا آخرت میں جو ہو گا یہ دنیا کے ہمارے رویوں کا تابع ہے۔ آج آپ محنت کر رہے ہیں، آپ کا مستقبل سنور رہا ہے۔ آپ محنت سے ذرا جان چھڑائیں گے، آپ کا مستقبل مشکوک ہو جائے گا۔ لیکن کل قیامت کے دن تو بہر حال معاملہ کھل کے سامنے آئے گا۔ ہماری زندگی کی کتاب کھلاؤائی جائے گی۔ اور کہا جائے گا،

اقْرَأْ كِتَابَكَ۔۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے

پڑھو اپنی کتاب، سوچیں ذرا، انھی آیتوں پہ ایک کتاب ہے (زندگی کی کتاب میں کیا لکھا، کیا بھیجا۔) تو آپ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ کس طرح نامہ اعمال میں اچھی اور بری باتیں لکھی جا رہی ہیں۔ کل قیامت کے دن وہ دیکھنی پڑے گی۔

بالکل تصور میں آتا ہے کہ یہ جو عام سی کتابیں ہمارے آس پاس ہیں۔ آج کی سائنس نے بتا دیا کہ کتاب صرف کاغذوں کی نہیں بلکہ آپ کی سکریں بھی ایک کتاب ہے۔ ماوس آپکا قلم ہے۔ جو آپ کر رہے ہیں جو دیکھ رہے ہیں۔ بول رہے ہیں، لکھ رہے ہیں۔

لہذا کل قیامت کے دن ہماری موویز کھلیں گی۔ ہمارا سارا کچھ ریکارڈ ہو رہا ہے، ایک ایک لفظ ریکارڈ ہوتا ہے۔

كُفِيَٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے

اور کل قیامت کے دن اپنا حساب لوگے۔ عموماً دنیا میں ہم دوسروں کا حساب لینا چاہتے ہیں۔ اگر کبھی کسی انسان کو اس کا اپنا ہی پرچا چیک کرنے کے لئے دے دیا جائے۔ تو کیا حال ہو گا۔

تو ہر غلطی پتا چل جائے گی، تو ہاتھ ٹھنڈے ہوں جائیں گے۔ کہے گا کہ کتنی محنت سے چیک کیا تھا۔ مجھے تو پتا ہی نہیں کہ پیپر چیک کرنا اتنا مشکل ہے، اتنی مشکل چیز ہے۔ اسی طرح اللہ نے خود ہی ہمارے حساب لے لیے ورنہ جیسے ہمیں کہا جاتا کہ اپنے انجکشن خود لگاؤ، نہیں لگا سکتے۔ دوسرا لگا دے، لگ جائے گا۔ اسی لئے کہا کہ اس دنیا میں شعور سے جیو۔ **حسیب**، فاعل کے وزن پہ ہے۔ حساب لینے والے کو کہتے ہیں۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ۔۔۔ جو سیدھے راستے پر چلا تو اپنے ہی لیے چلا

ہدایت پاؤ گے، خود کو فائدہ پہنچاؤ گے۔ محنت کرو گے، فائدہ ہو گا۔ سچ ہے، دنیا میں بھی ایسا ہے۔

جو کماتا ہے، وہی آرام سے رہتا ہے۔

وَمَنْ صَلَّىٰ فَإِنَّمَا يُصَلِّ عَلَيْهِا۔۔۔ اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا نقصان بھی وہی اٹھائے گا

دیکھیں یہاں یَصَلِّ کے بعد عَلَيْهِا آرہا ہے۔ یعنی اسکی گمراہی اسکے اپنے خلاف پڑے گی۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔۔۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

کبھی آپ نے ایسا کیا ہے کہ اپنی پرانی لکھی ہوئی کتابیں کھولی ہوں! تو شرمندہ ہو جائیں گی کہ ایسے لکھتی تھی۔ میری اتنی گندی لکھائی تھی۔ پرانی ڈائریوں کو پڑھیں، لوگوں نے کیا کچھ لکھا ہوتا ہے، پھرتالے لگا کے اُس کو چھپاتے پھرتے ہیں۔، کہ کہیں کسی کو پتانا چل جائے، کوئی پڑھ نہ لے۔

کل قیامت کے دن نامہ اعمال کھلے گا تو کیا بنے گا۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص کے سامنے اُس کا نامہ اعمال کھولا جائے گا۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ میری فلاں نیکیاں میری فلاں نیکیاں وہ کدھر گئیں! کہا جائے گا وہ غیبتیں جو تم دوسروں کی کرتے تھے، وہ نیکیاں وہ لے گئے۔

اور اسی طرح انسان حیران ہو جائے گا بعض موقع پہ، کہے گا اللہ تعالیٰ یہ نیکی تو میں نے نہیں کی؟

یہ کہاں سے آگئی؟ تو کہا جائے گا کہ وہ خیر کی باتیں جو تم دوسروں کو بتاتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان نیکیوں میں سے تم کو حصہ دے دیا۔

دل چاہتا ہے خیر کی بات کرنے کو، کتنی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کی بات کرنے کا موقع دے اور ہماری وجہ سے کسی دوسرے کو خیر مل جائے۔ اور اسکا اجر ہمارے پاس آجائے۔

لھذا شعور کی زندگی بسر کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم دوسروں کو نقصان دیتے ہیں تو بھول جاتے ہیں کہ اصل میں ہم خود کو نقصان دے رہے ہوتے ہیں۔

ہر چیز پلٹ کر کہنے والے کے اوپر آتی ہے۔ لھذا جو بھی برا کرتا ہے اسکی برائی پلٹ کے اُس پہ آئے گی یا اُس کی اولاد پہ پلٹے گی۔ دنیا میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

دنیا میں کسی کے سامنے غلط کام کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ صرف اللہ کے سامنے غلط کام کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس پہ غور کرنا ہے۔

مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۗ -- ہم اکثر اپنی غلطیوں کی وجہ دوسروں کو ٹھہراتے ہیں، اس کی وجہ، وہ ایسا، وہ ویسا حالانکہ سورۃ روم آیت نمبر ۴۴ میں آتا ہے کہ،

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۗ -- جس نے کفر کیا سو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسَ لَهُ يَمْهَدُونَ ۗ -- اور جس نے اچھے کام کیے تو وہ اپنے لیے سامان کر رہے ہیں۔

سورۃ الانعام آیت 104 میں آتا ہے، قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ -- تحقیق تمہارے ہاں تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں آچکی ہیں۔

لوگو، دلیلیں آچکی ہیں تم پر؛

فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۗ -- پھر جس نے دیکھ لیا تو خود دیکھ لیا۔ اسکو فائدہ ہوگا۔

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۗ -- اور جو اندھا بنا رہا۔

تو اس نے اپنا نقصان اٹھایا۔ روزِ محشر میں ایسے نہیں کھڑا کر دیا جائے گا، کہہ دیا کہ جاو اور بھگتو اب، کوئی ماں نہیں، کوئی باپ نہیں، شوہر، بیوی، کوئی بھائی، بہن نہیں، استاد، شاگرد نہیں۔ ہر کوئی اپنا کیا خود بھگتے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی۔

ولید بن مغیرہ ایک بہت بڑا سردار تھا۔ مکہ والوں کو کہتا تھا دل کھول کے گناہ کرو۔ اور جو تمہارا گناہ ہوگا، کل میں اپنی پشت پہ لے لوں گا۔ روایت میں آتا ہے کہ یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ کہتا تھا میری پیروی کرو میں تمہارے گناہ اٹھا لوں گا۔

عیسائی کیا کہتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے وہ سولی پر چڑھ گئے۔ سر اس آیت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ہم ایسے نہیں پکڑتے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا۔۔ اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے۔

جب کسی جگہ کوئی پیغام دینے والا آئے تو جس طرح یہ ان لوگوں کی خوش قسمتی ہوتی ہے، وہاں پہ ان کی ذمے داری کا احساس بھی بڑھ جاتا ہے۔ کہ اب ہم نے نہ مانا تو اب ہم پہ وبال بھی بہت ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛ جس شخص کو دعوتِ رسول اللہ نہ ملی ہو، وہ مکلف نہیں ہوگا۔

اسی طرح آپ دیکھیں دیوانہ، مجنون شخص، اُس کے اوپر حساب نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کو پیغام ہی نہیں پہنچا۔ سورۃ انعام ۱۳۱ میں بھی یہی بات آئی ہے۔ جو آپ پڑھ چکے ہیں۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقَرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ۔۔ یہ اس لیے ہوا کہ تیرا رب بستنیوں کو

ظلم کرنے کے باوجود ہلاک نہیں کیا کرتا اس حال میں کہ وہ بے خبر ہوں۔

بعض دفعہ باہر سے رہنمائی نہیں بھی ملتی۔۔ مگر اللہ نے اندرونی اسباب رکھے ہوئے ہیں۔ فطرت کا وعدہ ہم سے لیا ہوا ہے۔ بیماریاں ڈال کے اللہ ہمیں اپنی پہچان کرواتا ہے۔ پریشانیوں میں ڈال دیتا ہے۔ لیکن لوگ مست رہتے ہیں۔ اور اپنی خرابیوں کو بھی کچھ اور ہی نام دے دیتے ہیں۔

لہذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس کو پیغام پہنچا کس کو نہیں پہنچا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس بندے کو اپنی فکر لگے گی اللہ تعالیٰ اسکو ضرور فکر لگا دے گا۔ اور جب اللہ کا ارادہ ہوتا ہے تو دیکھیں امیر لوگ ہی آگے بڑھ کے بڑے بنتے ہیں۔

وَإِذَا أَرَدْنَا۔ آیت نمبر ۱۶۱ ہے اسکا روٹ ہے **ارد**۔ اسکا مطلب پلٹ پلٹ کر کسی چیز کا آنا۔ آپ نے کبھی کوئی فیصلہ لینا ہو تو کیا ہوتا ہے۔ بار بار سوچتے ہیں کروں یا نہ کروں۔ ٹھیک ہے کہ نہیں یہ **ارادہ**۔ **ففسقوا کاللفظ**۔ فسق حدوں سے آگے بڑھانا۔ پتا کیا چلا کہ رسولوں کا مذاق بڑے لوگ اڑاتے ہیں۔ چاہے وہ دولت کے حساب سے بڑے ہوں، یا عقل اور علم کے لحاظ سے بڑے ہوں، یا تعلیم کے حساب سے بڑے ہوں۔

فَدَمَّرْنَاهَا۔ جو لفظ ہے دم یعنی جڑوں سے اکھاڑ دینا، یعنی نیست و نابود ہو گئے۔ وہ لوگ آج ان کی تاریخ نہیں ملتی، آج ان کی نسلوں کے نام بھی نہیں ملتے۔ اس لئے اللہ کے نبی نے دعوت کے لئے سرداروں کو فوکس کیا تھا۔

الملا کو! تاکہ یہ ٹھیک ہو گئے تو باقی سارے بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ سنجیدہ جو باتیں ہوتی ہیں وہ عام لوگوں کو پسند نہیں آتیں، جذباتی باتیں جلسے جلوس سب کو اچھے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ جب بھی رسول کی باتیں ہوں سنجیدہ ہو یا اچھی ہوں تمہارے فائدے کی ہیں۔ ڈاکٹر دو اکڑوی دے یا میٹھی فائدہ تمہارا ہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں حکم دے رہے ہیں کہ ہم پھر لوگوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ یہاں جو لفظ ہے **أَمْرًا مُّذْرِفِيهَا**۔ امرنا یہاں حکم کی معنوں میں آیا ہے۔

دوسرا کیا ہے! اکثرنا؛ زیادہ کی معنی میں آتا ہے نعمتوں میں زیادہ کر دیتے ہیں، یا تعلقات میں زیادہ کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی سہولیات زیادہ ہو جاتی ہیں۔ آسائش زیادہ کر دیتے ہیں، پھر بھی یہ لوگ برائیوں میں پڑتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایک دم ان کو پکڑ لیتا ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا۔ کم خبر کے لئے آیا ہے کتنی بار تم کو سمجھایا کتنا زیادہ ہم نے تم کو سمجھایا ہے!! کتنی زیادہ میں نے تم کو نصیحت کی!۔ گرا تم کی زبان میں خبر یہ بولتے ہیں۔

الْقُرُونِ جو ہے قرن کی جمع ہے۔ ایک زمانے کے لوگ۔

وَكَفَىٰ إِبْرِيكَ۔ اس میں جو یہ ب آیا ہے اسکا کوئی معنی نہیں، عربی میں ب کے سترہ معنی ہیں مگر یہاں یہ اسکا کوئی معنی نہیں صرف جملے کا وزن پورا کرنے کے لئے آیا ہے۔

بِدُنُوبٍ ذُنُوبٍ کی جمع ہے۔ چھوٹے بڑے گناہ، **عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا**۔ خوب خبر رکھنے والا، یہ ہے وہ بات جو بندے کو مطمئن رکھتی ہے۔ ایسا بندہ پھر کبھی کسی سے نفرت اور برائی نہیں کرتا۔ کیونکہ اسے پتا ہے جو ہو رہا ہے میرے رب کے حکم سے ہو رہا ہے۔ کوئی شخص مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب تک کہ اللہ کی ذات نہ چاہے۔